بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

نقشِ آغاز

پچھلے شمارہ میں میرے سفرِ مصر کی اطلاع چھپی تو بجا طور پر قارئین کو رودادِ سفر کا اشتیاق ہوا۔ بہت سے احباب نے اس خدشے کا اظہار کیا کہ یہ سفرنامہ بھی کہیں "سفرِ چین" کی طرح طاقِ نسیاں کی نذر نہ ہو جائے۔ مگر سفر سے واپس ہوتے ہی وہی ہجومِ اشغال اور متنوع مصروفیات جس میں دلجمی اور یکسوئی سے کچھ لکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مجھے خود خطرہ ہے کہ زیادہ وقت گذرا تو اس سفر کے مشاہدات و تاثرات بھی دھندلے نہ پڑ جائیں۔ لیکن قارئین کی دعا سے اگر خداوند تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی اور فضلِ ایزدی نے نوازا تو بہت جلد انشاء اللہ اس سفر کی تفصیلات ملاحظہ فرمائیں گے۔

فی الوقت اس سفر کی اجمالی رپورٹ یہ ہے کہ یہ سفر حکومتِ مصر کی مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) کی دعوت پر ہوا۔ پاکستانی مجلسِ شوریٰ کے سات ارکان اور سیکرٹری پر مشتمل یہ وفد چیئرمین مجلسِ شوریٰ جناب خواجہ محمد صفدر صاحب کی قیادت میں ۲۸ نومبر ۱۹۸۳ء صبح دس بجے کراچی سے روانہ ہو کر ظہر کے بعد قاہرہ پہنچا۔ مصری پارلیمنٹ کے چیئرمین جناب ڈاکٹر صبحی عبدالحکیم اور دیگر حضرات کی رہنمائی اور انتظام میں پہلے چار دن قاہرہ میں گذرے جو اہم سرکاری استقبالیہ تقریبات میں شمولیت، قاہرہ کے اسلامی آثار و مساجد، عجائب خانوں، جامع ازہر اور آثارِ قدیمہ کی سیر و سیاحت، مجلسِ شوریٰ اور مجلس الشعب (سینٹ) کے سربراہوں، مصری وزیرِ خارجہ، شیخ الازہر اور دیگر اہم شخصیات سے اجتماعی اور انفرادی ملاقاتوں کے علاوہ صدرِ جمہوریہ مصر سے مذاکرات اور ایسے ہی دیگر بھرپور پروگراموں میں گذرے۔ مقصدِ سفر بھی دونوں برادر اسلامی ملکوں کے باہمی روابط اور تعلقات میں استحکام اور ترقی تھا جس کا داعیہ کچھ عرصہ سے مصر نے بھی بڑے شد و مد سے محسوس کیا ہے۔ الحمد للہ ان ایام میں اسلامی رشتہ پر مبنی اخوۃ و اتحاد کے جذبات کا دونوں طرف سے بھرپور اظہار کیا گیا۔

پانچویں دن یعنی ۲ دسمبر ۱۹۸۳ء صبح نور کے تڑکے ہم لوگ بذریعہ طیارہ قاہرہ سے چار پانچ سو میل دور فراعنہ کے شہر الاقصر (جسے انگریزی میں لکسر لکھتے ہیں) گئے، جہاں کی پہاڑیوں میں چار پانچ ہزار سال قبل فراعنہ کے مقبرے دریافت ہوئے اور کئی فراعنہ کی نعشیں برآمد ہوئیں اور جہاں کے فلک پیما ستونوں پر کھڑے دیوہیکل عبادت خانے اب بھی اپنے بنانے والوں کی عظمتوں کا مذاق اڑاتے اور ان کی عقل و خرد کا ماتم کرتی ہوئی سامانِ عبرت بنی ہوئی ہیں۔ الاقصر میں ایک دن اور ایک رات ٹھہر کر دوسرے دن صبح جہاز سے اسوان شہر جانا

ہوا جو اپنے اندر قدیم اور جدید تاریخ کے کئی اوراق سمیٹے ہوئے ہے۔ اور جس کا عظیم ڈیم موجودہ مصریوں کی اصطلاح میں اہرام جدید ہے۔ یہ تمام دن یہاں گذرا جبکہ عروس تاریخ بڑی تیزی سے اپنے چہرے کے حجاب ایک ایک کرکے سرکاتا رہا۔ اور جب اس نے رات کی سیاہی سے اپنا رخ زیبا ڈھانپ دیا تو ہم بعد از مغرب دوبارہ قاہرہ کی طرف پرواز کر گئے۔ اب میزبان حکومت نے قاہرہ پہنچتے ہی راتوں رات کاروں کے ذریعہ سکندریہ پہنچانے کا پروگرام بنا رکھا تھا کہ صبح چند گھنٹے سکندریہ کی سیاحت کرکے سیدھا قاہرہ ائیرپورٹ پہنچ کر وفد کی مصر سے مراجعت ہوگی ہمارا ارادہ قاہرہ سے احرام باندھ کر بغرض عمرہ سعودی عرب جانے کا تھا۔ ہفتہ بھر کی شدید تھکاوٹ پھر ایسی رواروی میں یہ اگلا پروگرام ہمارے بس میں نہیں تھا کہ اس کا اثر جدّہ پہنچتے ہی عمرہ کے مناسک اور زیارت مدینہ پر پڑ سکتا تھا۔ اس لئے ہماری خواہش پر سکندریہ کا پروگرام ترک کر دیا گیا۔ رات قاہرہ میں رہے اور دوسرے دن یعنی ۴ دسمبر کو پونے چار بجے ہم نے تاریخ انسانی کے مختلف ادوار کو اپنے پہلو میں لئے ہوئے اس شہر کو خیر باد کہا۔ قاہرہ جو اسلامی عظمتوں کا امین، مسجدوں اور اولیاء کا شہر، اہراموں کی بستی اور اب مسلمانوں کے زوال و ادبار کا مرثیہ خواں ہے خیر مقدم کہنے والے اہم شخصیات بشمول صدر مجلس شوریٰ ڈاکٹر صبحی عبدالحکیم اب الوداع کہنے بھی موجود تھے۔

رات ساڑھے سات بجے ہم ارض مقدس کے مطار جدہ پر اترے، ہمارا سرکاری دورہ مصر تک محدود تھا اب ہم واپسی میں اپنے طور پر عمرہ و زیارت مدینہ کی سعادت حاصل کرنا چاہتے تھے مگر سعودی عرب (جو پاکستان کو ہر لحاظ سے اپنا حقیقی بھائی سمجھتا ہے) نے یہاں از خود ہمیں اپنا مہمان بنا لیا تھا۔ اور قاہرہ چھوڑنے سے قبل پاکستانی سفیر کے توسط سے ہمیں باقاعدہ اسکی دعوت اور اطلاع بھی دیدی گئی تھی۔ جدّہ ائیرپورٹ پر پاکستانی سفارت کاروں کے علاوہ سعودی شاہی پروٹوکول کے حضرات بھی موجود تھے جو پہلے ہمیں سیدھے جدّہ کے شاہی مہمان خانہ قصر المؤتمرات والضیافتہ لے گئے جہاں وفد کو ٹھہرایا گیا میں نے قاہرہ سے احرام باندھ لیا تھا جبکہ باقی ساتھیوں کی رائے جدّہ سے احرام باندھنے کی ہوئی۔ جب سب ساتھی احرام باندھ چکے تو ہمیں جدّہ سے مسجد حرام لے جایا گیا۔ دس ساڑھے دس بجے رات ہم حرم شریف پہنچے، ہجوم نہیں تھا، بڑے اطمینان سے دو ڈھائی گھنٹہ میں طواف، اور سعی سے فارغ ہوئے۔ احرام کھولا، کچھ دیر مزید حرم میں رہے۔ تین بجے شب جدّہ اپنے قیام گاہ واپس پہنچا دیئے گئے۔

اللہ کے نیک بندوں کو کبھی خواب میں حرمین کی زیارت ہو جاتی ہے۔ مگر ہم گنہگاروں نے تو گویا جاگتے میں ایک حسین اور مبارک خواب دیکھا کہ رات کے چند گھنٹے کعبۃ اللہ کے سایوں میں گذرے اور جب صبح آنکھ کھلی تو اپنے بستر پر تھے۔ دن کو ساڑھے بارہ بجے کے جہاز سے جدّہ سے مدینۃ النبی الکریم روانگی ہوئی۔ کوئی گھنٹہ بھر

میں مدینہ طیبہ پہنچے ، خیال تھا کہ ظہر کی نماز مسجد نبوی میں پڑھیں گے ، مگر یہاں بھی سعودی میزبان موجود تھے جو اولاً ہمیں قصر الضیافہ لے گئے ، سامان اپنے اپنے کمرہ میں رکھوایا ، وضو کیا اور اب ظہر کی بجائے عصر کی نماز مسجد الرسول میں نصیب ہوئی کہ وہاں ظہر زوال ہوتے ہی پڑھ لی جاتی ہے ۔ باقی سارا دن اور رات کا کچھ حصہ جوار رسول کریمؐ ہی میں رہے ۔

دوسرا دن یعنی ۶ دسمبر کا سارا دن بھی مدینہ طیبہ میں نصیب ہوا ، ظہر تک مشاہد و زیارات پر حاضری ہوئی ظہر سے مغرب تک مسجد نبوی میں قیام رہا ۔ مغرب کی نماز پڑھتے ہی باب السلام سے (جہاں پہ دوستوں کی گاڑیاں منتظر تھیں ۔) مطار مدینہ طیبہ پہنچے مدینہ طیبہ کے ابن العام جو امیر مدینہ کے بعد دوسرے اہم شخص اور مدینہ طیبہ کے میئر ہوتے ہیں الوداع کے لئے موجود تھے ۔

رات جدہ ٹھہرے اور سات دسمبر کو دو ڈھائی بجے دبئی روانگی ہوئی ، جہاز ظہران ٹھہر کر دبئی پہنچا ۔ تو عرب امارات میں موجود کئی فضلاء ، علماء ، احباب اور پاکستانی دوستوں کو ائیرپورٹ پر چشم براہ پایا ۔ ان کی محبت و خلوص کے سایوں میں دو دن دبئی میں اور دو دن ابوظہبی ، العین ، شارجہ میں قیام رہا یہ قیام جو اولاً دو دن کا میں نے بنایا تھا احباب کی بے پناہ محبت اور اصرار پر دو دن مزید بڑھ گیا جو پھر بھی نہایت مختصر تھا مگر کرم فرماؤں نے از راہ محبت ان ایام کا ہر لمحہ ایسا مصروف رکھا کہ مختصر وقت میں علماء و فضلاء اور پاکستانی احباب کی ایک بہت بڑی تعداد سے ملاقات ہو گئی گو وہ صرف اجتماعات میں خطاب کی حد تک رہی اور بسا اوقات تنگیٔ وقت کی وجہ سے مصافحہ کا موقع بھی نہ مل سکا ۔

ان تین چار ایام میں آٹھ دس تقریبات میں شرکت ہوئی اور تقریباً اتنی دفعہ خطاب بھی ہوا عرب امارات کا یہ پروگرام جو انہوں نے اپنے طور پر رکھا تھا اور وفد کے باقی ارکان جدہ ہی سے واپس ہوئے ۔ دو چار دن کے باوجود وہاں کے علمی و دینی سرگرمیوں اور ہمارے علماء کرام کی جماعتی تگ و دو سے کافی حد تک تعارف کا موجب بنا فضلاء حقانیہ ، احباب اور علماء کرام نے جس گرمجوشی کا مظاہرہ کیا اس کا میں ہرگز اہل نہ تھا ۔ مگر علم اور دین سے جو برائے نام نسبتیں تھیں ان لوگوں نے دراصل اسکی قدر افزائی کی جس کا اجر اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرمادے ۔ ۱۲ اور ۱۳ دسمبر کی درمیانی شب وطن واپسی ہوئی اور یوں دو ہفتے کا یہ سفر بخیر و عافیت ختم ہوا ۔

بہرحال یہ مختصراً اس سفر کا اجمالی بیان تھا ۔ اگر قدرت نے توفیق دی تو ان شاء اللہ اپنے احساسات اور مشاہدات پر آئندہ فرصتوں میں روشنی ڈالنے کی سعی کروں گا ۔

نئے سال ۱۹۸۴ء کا پہلا ہفتہ اپنے ساتھ دو جید اور بزرگ علماء کی جدائی کا صدمہ لیکر آیا ——— اولاً